OPEN ACCESS
ACTA ISLAMICA
ISSN (Print): 2411-7315
http://sbbu.edu.pk/actaislamica

معاشرے میں پھیلتے جنسی جرائم،اسباب اوران کاتدارک شریعت اسلامیہ کی روشنی میں

Sex crimes spreading in the society, their causes and their prevention in the light of Islamic law

Durdana saoury
M. Phil. Scholar Department of Islamic Studies, University of Baluchistan, Quetta

Dr. Sahibzada Baz Muhammad
Lecturer, Department Of Islamic Studies, University Of Baluchistan , Quetta

Abstract

In our society we listen of sexual violence almost on daily basis. Sexual violence affects communities and society's .sexual violence includes rape, incest, child sexual assault, ritual abuse, sexual harassment etc. it is a crime typically motivated by the desire to control, humiliate, or harm not by sexual desire. The contribution and achievement that may never come a result of sexual violence represent a cost to society that cannot be measured. Sexual violence endangers critical societal structures because it creates a climate of violence and fear. Schools, work places neighborhood, campuses, and cultural or religious communities may feel fear, anger or disbelief if a sexual assault happened in their communities.

In this Article I discussed about this important issue ,it's causes ,criminal aspects and remedy in the light of sharia .may Allah be accept my this little effort.

Keywords: *Sexual violence, impact, criminal aspects, remedy, harassment*

جنسی جرائم کی سنگینی:

ہمارے معاشرے میں جنسی جرائم میں روز بروز نہ صرف یہ کہ اضافہ ہورہاہے بلکہ اس کا دائرہ کار بالغ افراد سے نکل کر نابالغ بچے بچیوں تک پھیل چکاہے۔ جس کے نتیجے میں آئے روز دل سوز واقعات کاایک ناختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوچکاہے۔ پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس بارے میں موثر قانون سازی کانہ ہونااور انصاف کے تقاضوں میں تاخیر کا ہونا عوام میں مایوسی اور شدت پسندی میں اضافہ کررہاہے۔ دوسری طرف حقیقت واقعی یہ ہے کہ ہم قومی سطح پر اس شدید خلجان کا شکار ہیں کہ اس ضمن میں شرعی قوانین کا نفاذ کریں، سرعام پھانسی کا قانون رائج کریں یا پھر کوئی مبہم سی سزادے کر عالمی قوانین اور تہذیب مغرب کو رضامند رکھ سکیں اور ضمناً قوم بھی مطمئن ہو جائے۔ تیسری جانب یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ اس جرم کے پھیلاو میں میڈیااور خصوصاً سوشل میڈیا کا کردار انتہائی مذموم ہے۔ جبکہ اس کا علاج صرف اور صرف اسلامی تعلیمات کے نفاذ میں ہے جن کا تقاضا یہ ہے کہ

اولاً:- اختلاط مرد وزن کو ختم کیا جائے۔

ثانیاً:- پردے کا مکمل نظام قائم کیا جائے۔

ثالثاً:- ہر بالغ مرد وعورت کے نکاح کو آسان بنایا جائے۔

رابعاً:- میڈیا پر سے ہر طرح کی فحاشی وعریانی کامواد ختم کیا جائے۔

خامساً:- مکمل شرعی سزاوں کا نفاذ بلا تفریق کیا جائے۔

ہم نے اس مقالہ میں کچھ گذارشات پیش کی ہیں۔ بارگاہ الٰہی میں دعاء ہے کہ اسے شرف قبول حاصل ہو۔

زنا کا مفہوم:

زنا کا عام مفہوم جس سے ہر شخص واقف ہے، یہ ہے کہ "ایک مرد اور ایک عورت بغیر اس کے کہ ان کے درمیان جائز رشتہ زن وشو ہو، باہم مباشرت کا ارتکاب کریں"۔ اس فعل کا اخلاقاً براہونا، یا مذہباً گناہ ہونا، یا معاشرتی حیثیت سے معیوب اور قابل اعتراض ہونا، ایک ایسی چیز ہے جس پر قدیم ترین زمانے سے آج تک تمام انسانی معاشرے متفق رہے ہیں۔ اور اس میں بجز ان متفرق لوگوں کے جنہوں نے اپنی عقل کو اپنی نفس پرستی کے تابع کر دیا ہے، یا جنہوں نے خبطی پن کی اپچ کو فلسفہ طرازی سمجھ رکھا ہے، کسی نے آج تک اختلاف نہیں کیا ہے۔ اس عالمگیر اتفاق رائے کی وجہ یہ ہے کہ انسانی فطرت خود زنا کی حرمت کا تقاضا کرتی ہے۔ نوع انسانی کا بقاء اور انسانی تمدن کا قیام، دونوں اس بات پر منحصر ہیں کہ عورت اور مرد محض لطف اور لذت کے لیے ملنے اور پھر الگ ہو جانے میں آزاد نہ ہوں، بلکہ ہر جوڑے کا باہمی تعلق ایک ایسے مستقل اور پائیدار عہد وفا پر استوار ہو جو معاشرے میں معلوم و معروف بھی ہو اور جسے معاشرے کی ضمانت بھی حاصل ہو، اس کے

بغیر انسانی نسل ایک دن کے لیے بھی نہیں چل سکتی، کیونکہ انسان کا بچہ اپنی زندگی اور نشوونما کے لیے کئی برس کی دردمندانہ نگہداشت اور تربیت کا محتاج ہوتا ہے اور تنہا عورت اس بار کو اٹھانے کے لیے کبھی تیار نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ مرد اس کا ساتھ نہ دے جو اس بچے کے جد میں آنے کا سبب بناہ۔ اسی طرح اس معاہدے کے بغیر انسانی تمدن بھی برقرار نہیں رہ سکتا، کیونکہ تمدن کی تو پیدائش ہی ایک مرد اور ایک عورت کے مل کر رہنے، ایک گھر اور ایک خاندان وجود میں لانے، اور پھر خاندانوں کے درمیان رشتے اور رابطے پیدا ہونے سے ہے۔ اگر عورت اور مرد گھر اور خاندان کی تخلیق سے قطع نظر کر کے محض لطف و لذت کے لیے آزادانہ ملنے لگیں تو سارے انسان بکھر کر رہ جائیں، اجتماعی زندگی کی جڑ کٹ جائے، اور وہ بنیاد ہی باقی نہ رہے جس پر تہذیب و تمدن کی یہ عمارت اٹھی ہے۔ ان وجوہ سے عورت اور مرد کا ایسا آزادانہ تعلق جو کسی معلوم و معروف اور مسلم عہد و وفا پر مبنی نہ ہو انسانی فطرت کے خلاف ہے۔ انہی وجوہ سے انسان اس کو ہر زمانے میں ایک سخت عیب، ایک بڑی بد اخلاقی، اور مذہبی اصطلاح میں ایک شدید گناہ سمجھتا رہا ہے۔(1)

ذیل میں ہم جنسی جرائم کے پھیلنے کی وجوہات کا جائزہ لیتے ہیں۔ ان میں سے جنسی بے راہ روی سے متعلق مواد کی تشہیر ہے اور اس سے متعلق ہمیں شریعت اسلامیہ کیا ہدایات دیتی ہے ان کا جائزہ بھی پیش خدمت ہے۔

بے حیائی پھیلانے کا جرم اور اس کا عذاب

معاشرتی جرائم کی ایک قسم اخلاقی جرائم ہے۔ جس سے معاشرہ میں فساد اور بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ اسلام نے اس قسم کے جرائم کی بھی شدید مذمت کی ہے اور ان سے بچنے کی سختی سے تاکید کی ہے، جس طرح حسن اخلاق صرف کسی سے خندہ پیشانی سے ملنے، نرمی سے بات کرنے، ہمدردی کے چند الفاظ کہنے کا نام نہیں ہے، بالکل اسی طرح اخلاقی جرائم بھی چند گنے چنے رذائل اخلاقی کا نام نہیں، بلکہ انسان کے تمام غلط جذبات اور برے خواہشات اس میں شامل ہیں، حقیقت یہ ہے کہ اس دنیا میں جتنے گناہ اور جرائم سرزد ہوتے ہیں ان کے دو ہی سبب ہوتے ہیں، زبان کی بے اعتدالی یا جنسی خواہشات کی بے اعتدالی۔ اسلام نے ان دونوں بے اعتدالیوں کی روک تھام کے لیے بڑے وسیع اور ہمہ گیر احکام دیئے ہیں۔ چنانچہ اسلام نے رہبانیت کی طرح جنسی جذبے کو بالکلیہ رد نہیں کیا بلکہ ایک طرف انسان کے اس فطری جذبے کو پوری طرح تسلیم کیا ہے۔ اس کے صحیح استعمال کی خاطر نکاح کا پاکیزہ طریقہ تجویز فرمایا ہے اور دوسری طرف ان تمام بے اعتدالیوں پر کڑی بندشیں عائد کی ہیں۔ جو معاشرے میں کسی بھی حیثیت سے فحاشی اور بے حیائی پھیلانے کی ذمہ دار ہو سکتی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِیۡعَ الۡفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ۙ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ ؕ وَ اللّٰہُ یَعۡلَمُ وَ اَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ 24-19 (2)

ترجمہ: جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں کے گروہ میں فحش پھیلے وہ دنیا اور آخرت میں دردناک سزا کے مستحق ہیں، 16 اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

قرآن کریم نے تصور آخرت کے ذریعے جرائم اور برائیوں کے انسداد کے لیے ایک جامع لائحہ عمل وضع کیا ہے ،جو نہ صرف جرم بلکہ اس کے اسباب وذرائع کے انسداد کا بھی ضامن ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

''وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ''(3)

''اور جو شخص برائی لے ہوئے آئے گا، ایسے سب لوگ اوندھے منہ آگ میں پھینکے جائیں گے کیا تم اس کے سوا کوئی جزا پا سکتے ہو کہ جیسا کرو ویسا بھرو؟''

قرآن کریم نے جرم کی سزا آتش دوزخ قرار دے کر انسان کے دل ودماغ میں جرائم اور برائیوں کی شناعت پیدا کی۔ اور یہ جرائم کے انسداد کا ایک بہترین طریقہ ہے، اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد ہے:۔

''مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ''(4)

''جو کوئی نیک عمل کرے گا اپنے ہی لیے اچھا کرے گا، جو بدی کرے گا اس کا وبال اسی پر ہو گا، اور تیرا رب اپنے بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہے۔''

اسی طرح قرآن کریم نے انسانوں کو یہ بات سمجھانے کی بھی کوشش کی ہے کہ برائی کرنے والا نیکی کرنے والے کے برابر نہیں ہو سکتا۔ برائی کرنے والے کو روز قیامت برائی کی سزا ملے گی جبکہ نیکی کرنے والا اپنی نیکی کی جزا پائے گا۔

''اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰت اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ''(5)

''کیا وہ لوگ جنہوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا ہے یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہم انہیں اور ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو ایک جیسا کر دیں گے کہ ان کا جینا اور مرنا یکساں ہو جائے؟ بہت برے حکم جو یہ لوگ لگاتے ہیں ۔اللہ نے تو آسمانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا ہے اور اسی لیے کیا ہے کہ ہر متنفس کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے۔لوگوں پر ظلم ہر گز نہ کیا جائے گا۔''

مذکورہ بالا آیات مبارکہ میں قرآن کریم نے انسانوں کے سامنے آخرت کی جوابدہی تصور کا پیش کر کے جرائم کے انسداد کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔ تاکہ تمام انسان ہر قسم کے جرائم کے ارتکاب سے اجتناب کریں۔

انسانی معاشرہ سے جرائم کے خاتمے کے لیے قرآن کریم صرف قانونی سزا کے ہتھیار پر انحصار نہیں کرتا بلکہ اس کے لیے وسیع پیمانے پر اصلاحی اور انسدادی تدابیر بھی استعمال کرتا ہے اور قانونی تعزیر صرف آخری چارہ کار کے طور پر تجویز کرتا ہے۔ چنانچہ ہر جرم کے انسداد کے لیے قرآن کریم تصور آخرت کے ساتھ اس جرم کے اسباب وذرائع کے انسداد پر بھی زور دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ "(6)

" اے نبی مؤمن مردوں سے کہو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں"

"قُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ (7)"

" اور اے نبی، مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، اور اپنا بناؤ سنگار نہ دکھائیں بجز اس کے جو خود ظاہر ہو جائے، اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں"۔

قرآن کریم نے ان آیات میں غض بصر کا حکم دے کر گویا زنا کے پہلے سبب اور ذریعہ کا انسداد فرمایا۔ تاکہ دیدہ بازی سے حسن پرستی تک اور حسن پرستی سے عشق بازی تک نوبت نہ پہنچے۔ اور عورت کو غض بصر کے ساتھ ظاہری اعضاء کے پردے کا بھی حکم دیا ہے۔ نگاہوں پر پہرہ بٹھانے اور پردہ کرانے کے بعد قرآن کریم نے بڑی خوش اسلوبی سے بے حیائی کے ان تمام کاموں سے روک دیا جو دواعی زنا ہیں، اور ایک نہج پر پہنچ کر زنا کا سبب بنتے ہیں، قرآن کریم نے انسانی معاشرہ کو جرائم میں مبتلا ہونے سے پہلے ہی خوف خدا اور فکر آخرت کے ذریعے اسے بچانے کی ہر ممکن کوشش کی ہے، اور ساتھ ساتھ جرائم کے اسباب وذرائع کا بھی انسداد فرمایا تاکہ معاشرہ میں کسی طور جرائم کا صدور نہ ہو۔

اس مقصد کے لئے قرآن وسنت میں اخلاقی و قانونی ہدایات کا ایک طویل سلسلہ ہے۔ جس کا آغاز اللہ تعالیٰ کی اس ہدایت سے ہوتا ہے کہ:۔

"قل للمئومنین یغضوا من ابصارھم و یحفظوا فروجھم ذلك ازکیٰ لھم ان اللہ خبیر بما یصنعون"(8)

"آپ مسلمانوں سے کہیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لئے خوب پاکیزہ گی کا باعث ہے، بے شک اللہ کوسب خبر ہے جوکچھ لوگ کیا کرتے ہیں۔"

اور دوسری طرف عورتوں کوارشاد ہے:۔

"وَقَرۡنَ فِيۡ بُيُوۡتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجۡنَ تَبَرُّجَ الۡجَاهِلِيَّةِ الۡاُوۡلٰى"(9)

"اور تم اپنے گھروں میں رہو،اور پچھلی جاہلیت کی طرح اپنی زیب وزینت کی نمائش کرتی نہ پھرو۔"

بلکہ اس سے پہلے ان کو یہاں تک ہدایت دی گئی کہ:

"فَلَا تَخۡضَعۡنَ بِالۡقَوۡلِ فَيَطۡمَعَ الَّذِىۡ فِىۡ قَلۡبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلۡنَ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا۔(10)

"پس تم (نامحرم مردوں سے) نزاکت کے ساتھ بات نہ کرو کہ جس شخص کے دل میں روگ ہو وہ لالچ کرنے لگے،اور قاعدے کی بات کرو۔"

اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد ہے:۔

"وَلَا تَقۡرَبُوا الۡفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنۡهَا وَمَا بَطَنَ"(11)

"اور بے حیائی کی باتوں کے قریب بھی نہ جاؤخواہ وہ علانیہ ہوں یا پوشیدہ۔"

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ ان تمام قرآنی ہدایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ

موقع و محل کے لحاظ سے تو آیت کا براہ راست مفہوم یہ ہے کہ جو لوگ اس طرح کے الزامات گھڑ کر اور انہیں اشاعت دے کر مسلم معاشرے میں بداخلاقی پھیلانے اور امت مسلمہ کے اخلاق پر دھبہ لگانے کی کوششیں کر رہے ہیں وہ سزا کے مستحق ہیں۔ لیکن آیت کے الفاظ فحش پھیلانے کی تمام صورتوں پر حاوی ہیں۔ان کا اطلاق عملاً بدکاری کے اڈے قائم کرنے پر بھی ہوتا ہے اور بداخلاقی کی ترغیب دینے والے اور اس کے لیے جذبات کو اکسانے والے قصوں، اشعار، گانوں، تصویروں اور کھیل تماشوں پر بھی۔ نیز وہ کلب اور ہوٹل اور دوسرے ادارے بھی ان کی زد میں آجاتے ہیں جن میں مخلوط رقص اور مخلوط تفریحات کا انتظام کیا جاتا ہے۔ قرآن صاف کہہ رہا ہے کہ یہ سب لوگ مجرم ہیں۔ صرف آخرت ہی میں

نہیں دنیا میں بھی ان کو سزا ملنی چاہیے۔ لہٰذا ایک اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ اشاعت فحش کے ان تمام ذرائع و وسائل کا سد باب کرے۔ اس کے قانون تعزیرات میں ان تمام افعال کو مستلزم سزا، قابل دست اندازی پولیس ہونا چاہیے جن کو قرآن یہاں پبلک کے خلاف جرائم قرار دے رہا ہے اور فیصلہ کر رہا ہے کہ ان کا ارتکاب کرنے والے سزا کے مستحق ہیں۔(12)

مزید فرماتے ہیں کہ

یعنی تم لوگ نہیں جانتے کہ اس طرح کی ایک ایک حرکت کے اثرات معاشرے میں کہاں کہاں تک پہنچتے ہیں، کتنے افراد کو متاثر کرتے ہیں اور مجموعی طور پر ان کا کس قدر نقصان اجتماعی زندگی کو اٹھانا پڑتا ہے۔ اس چیز کو اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ لہٰذا اللہ پر اعتماد کرو اور جن برائیوں کی وہ نشان دہی کر رہا ہے انہیں پوری قوت سے مٹانے اور دبانے کی کوشش کرو۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں نہیں ہیں جن کے ساتھ رواداری برتی جائے۔ دراصل یہ بڑی باتیں ہیں جن کا ارتکاب کرنے والوں کو سخت سزا ملنی چاہیے۔(13)

خواتین کی معاشی ضروریات کے لیے ان کا جنسی استحصال:

عرب میں ایک معیوب پیشہ یہ بھی تھا کہ وہ اپنی مملوک لونڈیوں سے قحبہ گری کرواتے تھے اور ان میں سے جو لونڈیاں یہ کام نہ کرنا چاہتی تھیں انہیں اس کام پر مجبور کرتے تھے۔ بدقسمتی سے آج کی مذہب دنیا میں بھی جنسی استحصال کے لیے خواتین کی معاشی ضروریات سے غلط طور پر فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ قرآن مجید سے اس حوالے سے بہت سی ہدایات دی ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَاۗءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَنْ يُّكْرِھْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ 33○(14)

اور اپنی لونڈیوں کو اپنے دنیوی فائدوں کی خاطر قحبہ گری پر مجبور نہ کرو جبکہ وہ خود پاکدامن رہنا چاہتی ہوں، اور جو کوئی ان کو مجبور کرے تو اس جبر کے بعد اللہ ان کے لیے غفور و رحیم ہے۔

قرآن مجید نے اس بدترین کام سے منع فرمایا اسی بات کی وضاحت کرت ہوئے سید مودودیؒ لکھتے ہیں کہ :

"اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اگر لونڈیاں خود پاک دامن نہ رہنا چاہتی ہوں تو ان کو قحبہ گری پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر لونڈی خود اپنی مرضی سے بدکاری کی مرتکب ہو تو وہ اپنے جرم کی آپ ذمہ دار ہے، قانون اس کے جرم پر اسی کو پکڑے گا، لیکن اگر اس کا مالک جبر کر کے اس سے یہ پیشہ کرائے تو ذمہ داری مالک کی ہے اور وہی پکڑا جائے گا۔ اور ظاہر ہے کہ جبر کا سوال پیدا ہی اس وقت ہوتا ہے جبکہ کسی کو اس کی مرضی کے خلاف کسی کام پر مجبور کیا جائے۔ رہا "دنیوی فائدوں کی خاطر" کا فقرہ، تو دراصل یہ ثبوت حکم کے لیے شرط اور قید کے طور پر استعمال نہیں ہوا ہے کہ

اگر مالک اس کی کمائی نہ کھارہاہو تو لونڈی کو قحبہ گری پر مجبور کرنے میں وہ مجرم نہ ہو، بلکہ اس سے مقصود اس کمائی کو بھی حرمت کے حکم میں شامل کرنا ہے جو اس ناجائز جبر کے ذریعہ حاصل کی گئی ہو۔

لیکن اس حکم کا پورا مقصد محض اس کے الفاظ اور سیاق وسباق سے سمجھ میں نہیں آسکتا۔اسے اچھی طرح سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ان حالات کو بھی نگاہ میں رکھا جائے جن میں یہ نازل ہوا ہے۔اس وقت عرب میں قحبہ گری کی دو صورتیں رائج تھیں۔ایک خانگی کا پیشہ۔دوسرے باقاعدہ چکلہ۔

"خانگی"کا پیشہ کرنے والی زیادہ تر آزاد شدہ لونڈی ہوتی تھیں جن کا کوئی سرپرست نہ ہوتا، یاایسی آزاد عورتیں ہوتی تھیں جن کی پشت پناہی کرنے والا کوئی خاندان یا قبیلہ نہ ہوتا۔ یہ کسی گھر میں بیٹھ جاتیں اور کئی کئی مردوں سے بیک وقت ان کا معاہدہ ہو جاتا کہ وہ ان کو مدد خرچ دیں گے اور اپنی حاجت رفع کرتے رہیں گے۔جب بچہ پیدا ہوتا تو عورت ان مردوں میں سے جس کے متعلق کہہ دیتی کہ یہ بچہ اس کا ہے اسی کا بچہ وہ تسلیم کرلیا جاتا تھا۔یہ گویا معاشرے میں ایک مسلّمہ ادارہ تھا جسے اہل جاہلیت ایک قسم کا "نکاح" سمجھتے تھے۔اسلام نے آکر نکاح کے صرف اس معروف طریقے کو قانونی نکاح قرار دیا جس میں ایک عورت کا صرف ایک شوہر ہوتا ہے اور اس طرح باقی تمام صورتیں زنا میں شمار ہو کر آپ سے آپ جرم ہو گئیں۔

دوسری صورت، یعنی کھلی قحبہ گری، تمام تر لونڈیوں کے ذریعہ سے ہوتی تھی۔اس کے دو طریقے تھے۔ایک یہ کہ لوگ اپنی جوان لونڈیوں پر ایک بھری رقم عائد کردیتے تھے کہ ہر مہینے اتنا کما کر ہمیں دیا کرو،اور وہ بے چاریاں بدکاری کرا کرا کر یہ مطالبہ پورا کرتی تھیں،اس کے سوا نہ کسی دوسرے ذریعہ سے وہ اتنا کما سکتی تھیں،نہ مالک ہی یہ سمجھتے تھے کہ وہ کسی پاکیزہ کسب کے ذریعہ سے یہ رقم لایا کرتی ہیں،اور نہ جوان لونڈیوں پر عام مزدوری کی شرح سے کئی کئی گنی رقم عائد کرنے کی کوئی دوسری معقول وجہ ہی ہو سکتی تھی۔دوسرا طریقہ یہ تھا کہ لوگ اپنی جوان جوان اور خوبصورت لونڈیوں کو کوٹھوں پر بٹھا دیتے تھے اور ان کے دروازوں پر جھنڈے لگادیتے تھے جنہیں دیکھ کر دور ہی سے معلوم ہو جاتا تھا کہ "حاجتمند" آدمی کہاں اپنی حاجت رفع کر سکتا ہے۔یہ عورتیں "قلیقیات" کہلاتی تھیں اور ان کے گھر "مواخیر" کے نام سے مشہور تھے۔بڑے بڑے معزز رئیسوں نے اس طرح کے چکلے کھول رکھے تھے۔خود عبداللہ بن ابی (رئیس المنافقین، وہی صاحب جنہیں نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تشریف آوری سے پہلے اہل مدینہ اپنا بادشاہ بنانا طے کر چکے تھے،اور وہی صاحب جو حضرت عائشہ پر تہمت لگانے میں سب سے پیش پیش تھے) مدینے میں ان کا ایک باقاعدہ چکلہ موجود تھا جس میں چھ خوبصورت لونڈیاں رکھی گئی تھیں۔ان کے ذریعہ سے وہ صرف دولت ہی نہیں کماتے تھے بلکہ عرب کے مختلف حصوں سے آنے والے معزز مہمانوں کی تواضع بھی ان ہی سے فرمایا کرتے تھے اور ان کی ناجائز اولاد سے اپنے خدم وحشم کی فوج بھی بڑھاتے تھے۔ ان ہی لونڈیوں میں سے ایک، جس کا نام معاذہ تھا، مسلمان ہو گئی اور اس نے توبہ کرنی چاہی۔ابن ابی نے اس پر تشدد کیا۔اس

نے جا کر حضرت ابو بکر سے شکایت کی۔ انہوں نے معاملہ سرکار تک پہنچایا، اور سرکار رسالت مآپ نے حکم دے دیا کہ لونڈی اس ظالم کے قبضے سے نکال لی جائے

اصل مقصود محض لونڈیوں کو جرم زنا پر مجبور کرنے سے روکنا نہیں ہے بلکہ دولت اسلامیہ کے حدود میں قحبہ گری (Prostitution) کے کاروبار کو بالکل خلاف قانون قرار دے دینا ہے، اور ساتھ ساتھ ان عورتوں کے لیے اعلان معافی بھی ہے جو اس کاروبار میں جبراً استعمال کی گئی ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ فرمان آجانے کے بعد نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اعلان فرمادیا کہ: لا مسَاعاۃ فی الاسلام "اسلام میں قحبہ گری کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے" دوسرا حکم جو آپ نے دیا وہ یہ تھا کہ زنا کے ذریعہ سے حاصل ہونے والی آمدنی حرام، ناپاک اور قطعی ممنوع ہے۔(15)

جنسی جرائم سے بچاؤ کی تدابیر:

جنسی جرائم سے بچاؤ کے حوالے سے یہاں ایک غلط فہمی کا ازالہ بھی ضروری ہے وہ یہ کہ پردے کے حوالے سے اکثر لوگ ستر اور حجاب میں کوئی فرق نہیں کرتے حالانکہ شریعتِ اسلامیہ میں ان دونوں کے احکامات الگ الگ ہیں۔

ستر وحجاب کی پاسداری:

شرعی پردہ دراصل دو پردوں پر مشتمل ہے۔ ایک ہے گھر کے اندر کا پردہ جس کے بارے میں احکامات سورۃ النور میں بیان ہوئے ہیں، ان احکامات کو احکاماتِ ستر کہا جاتا ہے۔ دوسرا ہے گھر کے باہر کا پردہ جس کے بارے میں احکامات سورۃ الاحزاب میں وارد ہوئے ہیں اور یہ احکامات احکاماتِ حجاب کہلاتے ہیں، ستر جسم کا وہ حصہ ہے جس کا ہر حال میں دوسروں سے چھپانا فرض ہے ماسوائے زوجین کے یعنی خاوند اور بیوی اس حکم سے مستثنیٰ ہیں، اس حوالے سے فقہ حنفی کے مشہور متن قدوری میں مذکور ہے:

"ولا يجوز أن ينظر الرجل من الأجنبية إلا إلى وجهها و كفيها وإن كان لا يأمن الشهوة لا ينظر إلى وجهها إلا لحاجة...وينظر الرجل من الرجل إلى جميع بدنه إلا ما بين سرته إلى ركبته ويجوز للمرأة أن تنظر من الرجل إلى ما ينظر الرجل إليه منه وتنظر المرأة من المرأة إلى ما يجوز للرجل أن ينظر إليه من الرجل وينظر الرجل من ذوات محارمه إلى

الوجه والرأس والصدر والساقين والعضدين ولا ينظر إلى ظهرها وبطنها" (16)

اس عبارت کا خلاصہ کلام یہ ہے کہ مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے اور عورت کا ستر ہاتھ پاؤں اور چہرے کی ٹکیہ کے علاوہ پورا جسم ہے ایک دوسری روایت کے مطابق عورت کا سارا جسم ستر ہے سوائے چہرے اور ہاتھ کے البتہ عورت کے لئے عورت کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے۔ معمول کے حالات میں ایک عورت ستر کا کوئی بھی حصہ اپنے شوہر کے سوا کسی اور کے سامنے نہیں کھول سکتی۔

ستر و حجاب کے حوالے سے سید مودودیؒ تشریحات فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

شرمگاہوں کی حفاظت سے مراد محض ناجائز شہوت رانی سے پرہیز ہی نہیں ہے بلکہ اپنے ستر کو دوسروں کے سامنے کھولنے سے پرہیز بھی ہے۔ مرد کے لیے ستر کے حدود نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ناف سے گھٹنے تک مقرر فرمائے ہیں: عورۃ الرجل ما بین سُرَّتہ الیٰ رکبتہ. "مرد کا ستر اس کی ناف سے گھٹنے تک ہے"۔ اس حصہ جسم کو بیوی کے سوا کسی کے سامنے قصداً کھولنا حرام ہے۔ حضرت جرھَدِ اَسلمی، جو اصحاب صُفَّہ میں سے ایک بزرگ تھے، روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مجلس میں ایک دفعہ میری ران کھلی ہوئی تھی۔ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اما علمت ان الفخذ عورۃ. "کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ ران چھپانے کے قابل چیز ہے"؟۔ حضرت علی (رض) کی روایت ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: لا تبرز (یا لا تكشف) فخذك. "اپنی ران کبھی نہ کھولو"۔۔ صرف دوسروں کے سامنے ہی نہیں، تنہائی میں بھی ننگا رہنا ممنوع ہے۔ چنانچہ حضور کا ارشاد ہے: ایا کم ولا تعری فان معکم من لا یفارقکم الا عند الغائط وحین یفضی الرجل الیٰ اھلہ فاستحیوھم و اکرموھم. " خبردار، کبھی ننگے نہ رہو کیونکہ تمہارے ساتھ وہ ہیں جو کبھی تم سے جدا نہیں ہوتے (یعنی خیر اور رحمت کے فرشتے) سوائے اس وقات کے جب تم رفع حاجت کرتے ہو یا اپنی بیویوں کے پاس جاتے ہو، لہٰذا ان سے شرم کرو اور ان کا احترام ملحوظ رکھو" (ترمذی)۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: احفظ عورتك الا من زوجتك او ما ملکت یمینك. " اپنے ستر کو اپنی بیوی اور لونڈی کے سوا ہر ایک سے محفوظ رکھو"۔ سائل نے پوچھا اور جب ہم تنہائی میں ہوں؟ فرمایا: فاللہ تبارک و تعالیٰ احق ان یستحیا منہ، "تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کا زیادہ حق دار ہے کہ اس سے شرم کی جائے،"۔ عہد نبوی میں حکم حجاب آجانے کے بعد عورتیں کھلے منہ نہیں پھرتی تھیں، اور حکم حجاب میں منہ کا پردہ شامل تھا، اور احرام کے سوا دوسری تمام حالتوں میں نقاب کو عورتوں کے لباس کا ایک جزبنادیا گیا تھا۔ پھر اس سے بھی زیادہ قابل تعجب بات یہ ہے کہ اس رخصت کے حق میں دلیل کے طور پر یہ بات پیش کی جاتی ہے کہ منہ اور ہاتھ عورت کے ستر میں داخل

نہیں ہیں۔ حالانکہ ستر اور حجاب میں زمین و آسمان کا فرق ہے ستر تو وہ چیز ہے جسے محرم مردوں کے سامنے کھولنا بھی ناجائز ہے۔ رہا حجاب، تو وہ ستر سے زائد ایک چیز ہے جسے عورتوں اور غیر محرم مردوں کے درمیان حائل کیا گیا ہے، اور یہاں بحث ستر کی نہیں بلکہ احکام حجاب کی ہے۔(17)

مرد و زن کے لیے نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم اور ہدایات:

عورتوں کے لئے بھی غض بصر کے احکام وہی ہیں جو مردوں کے لئے ہیں، یعنی انہیں قصداً غیر مردوں کو نہ دیکھنا چاہیے، نگاہ پڑ جائے تو ہٹا لینی چاہیے، اور دوسروں کے ستر کو دیکھنے سے پرہیز کرنا چاہیے، لیکن مرد کے عورت کو دیکھنے کی بہ نسبت عورت کو مرد کو دیکھنے کے معاملہ میں احکام تھوڑے سے مختلف ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کے معاملے میں حکم مختلف ہے۔ تاہم یہ کسی طرح بھی جائز نہیں ہے کہ عورتیں اطمینان سے مردوں کو گھوریں اور ان کے حسن سے آنکھیں سینکیں۔

خواتین کے لیے زیب و زینت کی حدود:

سید مودودیؒ خواتین کی زیب و زینت کی حدود اور اس ضمن میں ان کے لیے ہدایات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

بناؤ سنگھار جس کے لیے دوسرا لفظ آرائش بھی ہے۔ اس کا اطلاق تین چیزوں پر ہوتا ہے: خوشنما کپڑے، زیور، اور سر، منہ، ہاتھ، پاؤں وغیرہ کی مختلف آرائشیں جو بالعموم عورتیں دنیا میں کرتی ہیں، جن کے لیے موجودہ زمانے میں (Makeup) کا لفظ بولا جاتا ہے۔ یہ بناؤ سنگھار کس کو نہ دکھایا جائے۔

مردوں کے لئے عورت کا ستر ہاتھ اور منہ کے سوا اس کا پورا جسم ہے جسے شوہر کے سوا کسی دوسرے مرد حتی کہ باپ اور بھائی کے سامنے بھی نہ کھلنا چاہیے، اور عورت کو ایسا باریک یا چست لباس بھی نہ پہننا چاہیے جس سے بدن اندر سے جھلکے یا بدن کی ساخت نمایاں ہو۔ حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ ان کی بہن حضرت اسماء بنت ابی بکر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سامنے آئیں اور وہ باریک کپڑے پہنے ہوئے تھیں۔ حضور نے فوراً منہ پھیر لیا اور فرمایا یا اسماء ان المرأۃ اذا بلغت المحیض لم یصلح لھا ان یری منھا الا ھذا و ھذا و اسار الی وجھہ و کفیہ. اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو جائز نہیں ہے کہ منہ اور ہاتھ کے سوا اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر آئے۔ اسی قسم کا ایک اور واقعہ ابن جریر نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے ہاں ایک اخیافی بھائی عبداللہ بن الطفیل کی صاحبزادی آئی ہوئی تھیں۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) گھر میں تشریف لائے تو انہیں دیکھ کر منہ پھیر لیا۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ میری بھتیجی ہے۔ آپ نے فرمایا اذا عرکت المرأۃ لم یحل لھا ان تظھر الا وجھھا والا مادون ھذا و قبض علی ذراع نفسہ و ترک بین قبضتہ و بین الکف مثل قبضۃ اخری، جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ ظاہر کرے اپنے منہ کے سوا اور اپنے ہاتھ کے سوا، اور ہاتھ کی حد آپ نے خود اپنی کلائی پر ہاتھ رکھ کر اس طرح بتائی کہ آپ کی مٹھی اور ہتھیلی کے درمیان صرف

ایک مٹھی کی جگہ اور باقی تھی۔اس معاملے میں صرف اتنی رعایت ہے کہ اپنے محرم رشتہ داروں (مثلا باپ بھائی وغیرہ) کے سامنے عورت اپنے جسم کا اتنا حصہ کھول سکتی ہے جسے گھر کا کام کاج کرتے ہوئے کھولنے کی ضرورت پیش آتی ہے، جیسے آٹا گوندھتے ہوئے آستینیں اوپر چڑھالینا، یا گھر کا فرش دھوتے ہوئے پائنچے کچھ اوپر کرلینا۔اور عورت کے لئے عورت کے ستر کے حدود وہی ہیں جو مرد کے لئے مرد کے ستر کے ہیں، یعنی ناف اور گھٹنے کے درمیان کا حصہ،اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عورتوں کے سامنے عورت نیم برہنہ رہے۔بلکہ مطلب صرف یہ ہے کہ ناف اور گھٹنے کے درمیان کا حصہ ڈھانکنا فرض ہے اور دوسرے حصوں کاڈھانکنا فرض نہیں ہے۔(18)

مغربی تہذیب کی دلدادہ مادر پدر آزاد خواتین سے تعلقات رکھنے کے ضمن میں ہدایات:

اسلام صرف غیر محرم مردوں سے پردے کے احکامات نہیں دیتا بلکہ ان خواتین سے بھی احتیاط کرنے کو ملحوظ خاطر رکھتا ہے جن کے اخلاق وتہذیب کا اعتبار نہ ہو اس مسئلہ کی وضاحت فرماتے ہوئے سید مودودیؒ فرماتے ہیں کہ

اصل میں لفظ نِسَآئِھِنَّ استعمال ہوا ہے جس کا لفظی ترجمہ ہے "ان کی عورتیں"۔اس سے کون عورتیں مراد ہیں ۔۔۔۔اس سے مراد صرف مسلمان عورتیں ہیں۔غیر مسلم عورتیں خواہ وہ ذمی ہوں یا کسی اور قسم کی، ان سے مسلمان عورتوں کو اسی طرح پردہ کرنا چاہیے جس طرح مردوں سے کیا جاتا ہے۔

اس سے دراصل ان کے میل جول کی عورتیں،ان کی جانی بوجھی عورتیں،ان سے تعلقات رکھنے والی اور ان کے کام کاج میں حصہ لینے والی عورتیں مراد ہیں، خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم۔اور مقصود ان عورتوں کو اس دائرے سے خارج کرنا ہے جو یا تو اجنبی ہوں کہ ان کے اخلاق وتہذیب کا حال معلوم نہ ہو، یا جن کے ظاہری حالات مشتبہ ہوں اور ان پر اعتماد نہ کیا جاسکے۔اس معاملے میں اصل چیز جس کا لحاظ کیا جائے گا وہ مذہبی اختلاف نہیں بلکہ اخلاقی حالت ہے۔شریف، باحیا اور نیک اطوار عورتیں جو معروف اور قابل اعتماد خاندانوں سے تعلق رکھنے والی ہوں، ان سے مسلمان عورتیں پوری طرح بے تکلف ہوسکتی ہیں، خواہ وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہوں۔لیکن بے حیا، آبرو باختہ اور بداطوار عورتیں، خواہ "مسلمان" ہی کیوں نہ ہوں ہر شریف عورت کو ان سے پردہ کرنا چاہیے، کیونکہ اخلاق کے لیے ان کی صحبت غیر مردوں کی صحبت سے کچھ کم تباہ کن نہیں ہے۔رہیں اَن جانی عورتیں، جن کی حالت معلوم نہیں ہے، تو ان سے ملاقات کی حد ہمارے نزدیک وہی ہے جو غیر محرم رشتہ داروں کے سامنے آزادی کی زیادہ سے زیادہ حد ہوسکتی ہے، یعنی یہ کہ عورت صرف منہ اور ہاتھ ان کے سامنے کھولے، باقی اپنا سارا جسم اور آرائش چھپا کر رکھے۔(19)

ماتحت گھریلو ملازمین سے برتاؤ کے ضمن میں خواتین کے لیے ہدایات:

کیا لونڈی کی طرح غلام کے سامنے اس کی مالکہ زیب وزینت اختیار کرسکتی ہے۔اس ذیل میں فقہاء کے درمیان اختلاف رائے پایا جاتا ہے اس اختلاف کی وضاحت کرتے ہوئے سید مودودیؒ تفہیم القرآن میں لکھتے ہیں کہ:

اس حکم کا مطلب سمجھنے میں بھی فقہاء کے درمیان اختلاف واقع ہوا ہے۔ایک گروہ اس سے مراد صرف وہ لونڈیاں لیتا ہے جو کسی عورت کی ملک میں ہوں۔ان حضرات کے نزدیک ارشادالٰہی کا مطلب یہ ہے کہ لونڈی خواہ مشرکہ ہو یااہل کتاب میں سے، مسلمان مالکہ اس کے سامنے تواظہار زینت کرسکتی ہے مگر غلام، چاہے وہ عورت کااپنا مملوک ہی کیوں نہ ہو، پردے کے معاملہ میں اس کی حیثیت وہی ہے جو کسی آزاد اجنبی مرد کی ہے۔یہ عبداللہ بن مسعود، مجاہد، حسن بصری، ابن سیرین، سعید بن مُسَیَّب، طاؤس اور امام ابوحنیفہ کا مذہب ہے اور ایک قول امام شافعی کا بھی اسی کی تائید میں ہے۔ان بزرگوں کااستدلال یہ ہے کہ غلام کے لیے اس کی مالکہ محرم نہیں ہے۔اگر وہ آزاد ہو جائے تواپنی اسی سابق مالکہ سے نکاح کرسکتا ہے۔ لہٰذا محض غلامی اس امر کا سبب نہیں بن سکتی کہ عورت اس کے سامنے وہ آزادی برتے جس کی اجازت محرم مردوں کے سامنے برتنے کے لیے دی گئی ہے۔

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اس اجازت میں لونڈی اور غلام دونوں شامل ہیں۔یہ حضرت عائشہ اور ام سلمہ اور بعض ائمۂ اہل بیت کا مذہب ہے اور امام شافعی کا مشہور قول بھی یہی ہے۔(20)

ذرائع ابلاغ کے لیے ضوابط:

اخلاقیات کی پاسداری کرنا، بے حیائی کو روکنا اور حیاوپاک دامنی کی تلقین کرناارباب مملکت کی ذمہ داری ہے۔ذرائعِ ابلاغ کو بروئے کارلاتے ہوئے ایک مثالی اور مہذب معاشرے کاوجود رکھا جاسکتا ہے۔اس حوالے سے ضروری ہے کہ ذرائعِ ابلاغ کوکچھ قوانین اور ضوابط کا پابند بنایا جائے۔ذرائعِ ابلاغ کو آزاد چھوڑدینے یا اس کو قانون وضابطے اوراخلاقیات کا پابند بنانے کے حوالے سے ماضی میں بہت سے نظریات وتصورات رائج تھے۔انہی میں سے ایک مقتدرانہ نظریہ ابلاغ ہے،اس کے بانیوں میں مشہور فلسفی افلاطون کا نام سرِ فہرست آتا ہے۔ذرائعِ ابلاغ کو پابند اخلاقیات بنانااور حکومت وریاست کو مکمل بااختیار بنانے کے حوالے سے افلاطون کا یہ قول بڑا مشہور ہے کہ:

> "اگر ریاست میں اختیارات کو بہت سے افراد میں تقسیم کردیا جائے توریاست کا زوال شروع ہو جاتا ہے،اس لیے حاکم کو چاہیے کہ ریاست کے انتظام میں عوام کے عمل دخل کو محدود کردے۔"(21)

مگر عموماایسے امور میں کوتاہی برتی جاتی ہے۔اورجب معاملہ ہاتھ سے نکل جاتا ہے تب ہاتھ ملتے ہیں اور کوشش شروع ہوجاتی ہے۔جوکہ غیر کارگرہوتی ہے۔یہی حال آج کل ہمارے ذرائعِ ابلاغ کا ہے۔جوکہ بے حد بے لگام ہوچکا ہے۔خاص کر سوشل میڈیانے تو اپنی تمام ترحدود توڑڈالی ہیں۔نبی کریم ﷺ کی گستاخی سے لیکر شرفاء کی بے عزتی ہو یافحاشی وعریانی کا گرم کیاہوابازار، جھوٹی احادیث کی اشاعت،افترابازی وغیرہ کونسے اخلاقیات ہیں جو سوشل میڈیانے اس کے پرخچے نہ اُڑائے ہو۔

حاصل کلام:-

خلاصہ یہ کہ اسلام مقاصد شریعت میں سے ایک مقصد تحفظ ناموس و حسب و نسب کا رکھتاہے اور اس ضمن میں اس نے ایک مکمل نظام پیش کیا ہے جس میں نکاح و طلاق کے قوانین کے ساتھ ساتھ عصمت و عفت کی حفاظت کا پورا بندوبست کیا گیاہے اور کسی بھی معاشرے کی سلامتی کا دار و مدار ان ہدایات پر عمل کرنے میں مضمر ہے۔یہی وجہ ہے کہ جناب سرور دو عالم ﷺ نے حیاء کو ایمان کا لازمی عنصر قرار دیا ہے۔

الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ

ایمان کی ساٹھ سے کچھ اوپر شاخیں ہیں اور حیاء (بھی) ایمان کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے۔(22)

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

1۔ابوالاعلیٰ، سید مودودی , **تفہیم القرآن**، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، 1949ء، سورۃ النساء حاشیہ نمبر:02

Abo Ul Aala, Syed Maododi**, Tafheem Ul Quran**, Idara Tarjaman Ul Quran ,Lahore, 1949, Sourah Nisa ,Hashia No:02

2۔النور24: 19

24:19 Al Noor

3۔(النمل:90:27)

Al Numl 27:90

4۔(الاحقاف:14:46)

Al Ahqaf 46:14

5۔(الجاثیہ:45:21۔22)

Al jasiya 45:21-22

6۔(النور:30:24)

Al Noor, 24:30

7۔(النور:31:24)

Al Noor, 24:31

8۔(النور:30:24)

Al Noor, 24:30

9۔(الاحزاب:33:33)

Al Ahzaab 33:33

10۔(الاحزاب:32:33)

Al Ahzaab 33:32

11۔ (الانعام:151:6)

Al Inam 6:151

12۔ابوالاعلیٰ، سید مودودی , تفہیم القرآن، سورۃ النساء حاشیہ نمبر:16

Abo Ul Aala, Syed Maododi**, Tafheem Ul Quran**, , Sourah Nisa ,Hashia No:16

13۔ ،ایضا، سورۃ النساء حاشیہ نمبر :17

Ibid Surah Nisa Hashia No:17

14۔(النور:33:24

Al Noor 24:33

(

15۔ابوالاعلیٰ،سید مودودی , تفہیم القرآن، سورۃ النساء حاشیہ نمبر:59

Abo Ul Aala, Syed Maododi, **Tafheem Ul Quran**, , Sourah Nisa ,Hashia No:59

16۔قدوری,احمد بن محمد ابوالحسن،،المختصر القدوری،نور محمد کتب خانہ، کراچی: ص:231

Qoduri, Ahmed Bin Muhammad Abo Al Hasan, **Al Mukhtasar Al Qoduri** , Noor Muhammad Kutub Khana , Karachi , Page No;231

17۔ابوالاعلیٰ،سید مودودی , تفہیم القرآن، سورۃ النساء حاشیہ نمبر:30

Abo Ul Aala, Syed Maododi, **Tafheem Ul Quran**, , Sourah Nisa ,Hashia No:30

18۔ایضا، سورۃ النساء حاشیہ نمبر : 33-34 Ibid Surah Nisa Hashia No:33-34

19،ایضا ، سورۃ النساء حاشیہ نمبر :

Ibid Surah Nisa Hashia No:43 43

20۔ سورۃ النساء حاشیہ نمبر :44 Ibid Surah Nisa Hashia No: 44

21۔افتخار کھوکھر،**تاریخ صحافت**.علمی بک سٹال.لاہور. 2005،ص: 188

Iftikhar Khokhar ,**Tareekh E Sahafat,** Ilmi Book Stall , Lahore 2005,Page No:188

22۔بخاری، محمد بن اسماعیل،**الجامع الصحیح**، کتاب الایمان، باب امور الایمان، دار السلام،لاہور، حدیث نمبر 9

Bukhari, Muhammad Bin Ismail , **Aljaame Al Sahih**, Chapter al Iemaan , Bab, Umoor Ul Ieman, Dar Ul Salam, Lahore ,Hadees No:9